Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
Urdu Edition/اردو ایڈیشن

28 مئی 2025ء ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

# بدلتے ہندوستان میں ہماری ذمہ داریاں

ہمارا ملک اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گذر رہا ہے، دن بدن حالات خراب ہوتے جارہے ہیں، گائے کے تحفظ کے نام پر لوگوں کو مارا جارہا ہے، گائے کے علاوہ دوسرے جانوروں کے گوشت کھانے پر بھی آپ کی جان جاسکتی ہے، جب تک جانچ رپورٹ آئے گی، اس نام پر آپ کا قتل ہو چکا ہوگا۔

داڑھی ٹوپی اور شعائر اسلام کو اپنانے والوں کو راستہ چلتے طنز کے ساتھ بھدی بھدی گالیاں سننی پڑتی ہیں، راستہ گذرتے ہوئے آپ کو چڑھانے کے لیے ''بھارت ماتا کی جَے'' کی آواز زور سے لگائی جاتی ہے، خواتین کی عزت وناموس سرعام لوٹی جارہی ہے، کسانوں کی حالت دردناک ہے، وہ خودکشی پر مجبور ہورہے ہیں، نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے نفاذ نے چھوٹے کاروباریوں پر زندگی تنگ کر دی ہے اور کاروبار مندی کے دور سے گذر رہا ہے، کچے چمڑے لاتے لے جاتے لوگ ڈر رہے ہیں، جس کی وجہ سے بیشتر ٹینریاں بند ہوگیی ہیں، لاکھوں روپے کے چمڑے بلو کر کے گوداموں میں پڑے پڑے برباد ہوگیے، ان کا خریدار کوئی نہیں ہے۔

ٹکسٹائل ورکروں کی حالت ناگفتہ بہہ ہے۔ دلت ہندووں کی حالت انتہائی خستہ ہے اور وہ تحریک کی راہ پر چل پڑے ہیں، ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہیں، ہمارے جوان مر رہے ہیں، نکسل وادیوں کے زور میں کمی نہیں آرہی ہے، بھوٹان سے متصل سرحد پر چینی افواج ہمیں آنکھیں دکھا رہی ہیں اور دھمکیاں مل رہی ہے، فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند ہیں اور وہ لَو جہاد، گھر واپسی جیسے غیر ضروری اور غیر حقیقی نعروں سے مسلمان کو پریشان، ہراساں اور خوف زدہ کرنے میں لگے ہیں۔

وزیر اعظم من کی بات کے علاوہ دیگر موضوعات پر خاموش ہی رہتے ہیں اور من کی بات میں وہ ملک کو فرقہ واریت کی راہ پر لے جانے اور ایک خاص فرقہ کو نشانہ بنانے کے موضوع پر گفتگو سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں آر ایس ایس اور ان کی ذیلی تنظیموں نیز حلیف جماعتوں کی خفگی سے ڈر لگتا ہے بھولے سے کبھی دبے لفظوں میں کچھ کہا تو اس کا کوئی بھی اثر فرقہ پرستوں پر نہیں ہوتا کیوں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وزیر اعظیم کا کام ''نندا'' کرنا نہیں، قانون کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے، اسی لیے ایک لیڈر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''تم مارتے رہے ہم نندا کرتے رہیں گے''۔

مذہبی اسفار بھی محفوظ نہیں ہیں، امرناتھ یاتریوں پر حملہ تو حال کی بات ہے، سات مرے، لیکن اگر سلیم نے مستعدی نہیں دکھائی ہوتی تو پینتالیس جانیں اور بھی جاتیں۔

ایک صاحب نے بہت صحیح تبصرہ کیا کہ ایک سلیم نے پینتالیس کو بچالیا اور پوری ٹرین کے مسافر مل کر ایک جنید کو نہیں بچا سکے، اس واقعہ سے مسلمان کس قدر اپنی ذمہ داریاں نبھاتا ہے اس کا اندازہ ہوتا ہے، سلیم ایک علامت بن گیا ہے، صحیح یہ ہے کہ مسلمان آخری حد تک ذمہ داری نبھاتا ہے، وہ ''روم'' جل رہا ہو تو ''نیرو'' کی طرح بانسری بجانے میں مگن نہیں ہوتا، وہ آخری وقت تک مورچہ سنبھالے رہتا ہے اور جب موت آتی ہے تو دنیا جانتی ہے کہ وہ آخری وقت اور آخری سانس تک ملک کا وفادار رہتا ہے۔

ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، ملک سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہم اس ملک کی سلمیت، قانون کے تحفظ اور اس کے نفاذ کے لیے ہر سطح پر کوشاں ہوں، ملک محفوظ اسی وقت رہے گا جب قانون کی بالادستی ہوگی، اور عدلیہ کا کام غنڈوں اور مافیاؤں سے لینا بند کر دیا جائے گا اور کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہ دی جائے گی، ان سے سختی سے نمٹا جائے، یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے، عوام تو صرف ان کاموں میں مدد دے سکتی ہے، اور قانون توڑنے والوں کے خلاف ان اداروں کی مدد کر سکتی ہے جن کا کام لا اینڈ آرڈر کا تحفظ ہے۔

ہماری کا مطلب صرف مسلمان نہیں اس ملک کے سارے باشندے ہیں اور اس میں ذات برادری، علاقہ، زبان مسلک ومشرب کی قید نہیں ہے، دوسری طرف ہر مذہب کے لوگ بھی جو اس ملک میں رہتے ہیں، یہاں کے شہری ہیں، ان سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے آگے آئیں۔

ہمارا ماننا ہے کہ اس ملک میں سیکولرزم اور جمہوریت کی جڑیں بہت مضبوط ہیں، بی جے پی کے دور حکومت میں اسے کمزور کرنے کی منظّم کوشش ہورہی ہے، بحالیوں میں بھی آر ایس ایس سے وفاداری کو ملحوظ رکھا جارہا ہے اور ہندوستان کی تاریخ کا پہلا موقع ہے کہ ملک کے تین اعلیٰ عہدے پر صدر، نائب صدر اور وزیر اعظم آر ایس ایس کے پروردہ اور نمک خوار فائز ہورہے ہیں یا ہو چکے ہیں، اس کے باوجود یہاں کی اکثریت گنگا جمنی تہذیب کی عادی ہے۔

ایک بڑا گروپ وہ ہے جسے ہم سائلنٹ گروپ کہہ سکتے ہیں، اس سائلنٹ گروپ کو جمہوری اقدار کی حفاظت کے لیے آگے لانے کی ضرورت ہے، دلتوں، آدی باسیوں اور اقلیتوں کا اتحاد بھی ان حالات کو بدلنے میں معاون ہو سکتا ہے، یہ ملک کے لیے انتہائی ضروری ہے، اقتدار اعلیٰ چونکہ فرقہ پرستوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے یہ کام ذرا مشکل ہے، لیکن ہم اسے ناممکن نہیں کہہ سکتے۔

اس ملک میں مسلمان دوسری بڑی اکثریت ہے، ملک سے محبت، وفاداری کا تقاضہ ہے کہ ان حالات کو بدلنے کے لئے وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں کیوں کہ مسلمان ہی وہ امت ہے جس کے پاس بڑا ذخیرہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا ہے، اسے خیر کے کاموں میں تعاون کا حکم دیا گیا ہے اور گناہوں کے کاموں سے بچنے کی بات کہی گئی ہے، یہ بھلائی کا حکم دیتی ہے اور بُرائی سے روکنے کا کام کرتی ہے، اسی لیے یہ خیر امت ہے، وقت آگیا ہے کہ حالات کو بدلنے کے لیے ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کریں۔

اس کے لیے سب سے پہلا کام انابت الی اللہ ہے، اللہ کی طرف رجوع کرنا، اس کے سامنے گڑ گڑا کر حالات بدلنے کے لیے دعا کرنا، اس لیے کہ اصل قوت وطاقت کا مرکز ومحور اللہ رب العزت کی ذات ہے وہ چاہے تو پل میں سب کچھ ٹھیک کر دے؛ کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ہماری بداعمالی اور بے عملی نصرت خداوندی کے دروازے پر رکاوٹ بن گئی ہے، ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں، اللہ کا خوف ہمارے دل میں ہو اور ہماری تمام حرکات وسکنات احکام الٰہی اور ہدایت نبوی کے تابع ہو تو اللہ کی مدد آئے گی اور حالات کا رخ بدلے گا، لیکن اس کے لیے اپنا محاسبہ اور اپنے اعمال کا قبلہ درست کرنا ہوگا۔

دوسرا کام کرنے کا یہ ہے کہ غیر ضروری جوش سے گریز کیا جائے، فیصلے جوش کے بجائے ہوش اور اقدام جذباتیت کے بجائے عقلیت سے کیا جائے، غیر ضروری جوش سے ملت کو نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ملا ہے، اس لیے ہر حال میں تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور آخری حد تک کوشش کرنی چاہیے کہ ناگوار واقعات سامنے نہ آئیں، ٹالرنس کا ماحول بنانے سے یہ کام آسان ہوگا۔

تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ٹالنے کی ساری کوشش ناکام ہو جائے تو اقدام کے طور پر نہیں اپنی دفاع اور جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے، یہ ہمارا دستوری اور قانونی حق ہے، اس سلسلے میں ''وھن'' یعنی دنیا کی محبت اور موت کے خوف سے اوپر اٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے، یہ جدوجہد اتنی مضبوط ہو کہ فرقہ پرستوں اور دہشت گردوں کو منہہ کی کھانی پڑے، وہ جان لیں کہ ہم گاجر، مولی نہیں ہیں، ایک موقع سے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تھا کہ فسادات اسی شکل میں رک سکتے ہیں، جب مارنے والے کو یقین ہو کہ ہمیں بھی مارا جا سکتا ہے۔ (لہو پکارے گا آستین کا)

ٹیپو سلطان شہید نے کہا تھا ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے''، صبر اور برداشت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی زندگی کی بقا کے لیے کوشش نہ کی جائے اور خوف ایسا مسلط ہو کہ ہم ہاتھ پاوں تو کیا زبان بھی نہ ہلا سکیں، ملک کے سابق صدر اے پی جے عبد الکلام نے ایک بار کہا تھا کہ ''طاقت وقوت کے ساتھ برداشت کام کی حکمت عملی اور بے سروسامانی اور کمزوری کے ساتھ برداشت کا مطلب مجبوری ہے''۔

چوتھا کام یہ کرنا چاہیے کہ اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات لوگوں تک پہونچائی جائے، غلط فہمیاں جو پھیلائی جارہی ہیں اس کو دور کرنے کے لیے عملی اقدام کیے جائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہم مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں، دعوت دین کے کام کو اس پیمانے پر ہم نے کیا ہی نہیں، جس قدر اس کی ضرورت تھی، دعوت کا یہ کام ہمیں زبان وقلم سے بھی کرنا چاہیے اور عمل سے بھی، اسلام کی خوبیاں کتابوں سے کم اور عمل سے زیادہ سمجھ میں آتی ہیں، تھیوری جاننا ضروری ہے، لیکن جب تک وہ پریکٹیکل کے مرحلہ سے نہیں گذرے گا اس کی افادیت سامنے نہیں آسکتی رابندر ناتھ ٹیگور نے ایک موقع سے کہا تھا اسلام کی ترویج واشاعت میں خود مسلمان رکاوٹ ہیں۔ اس لیے کے ان کا عمل اسلام کا اشتہار نہیں بن پا رہا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت وصداقت واضح کریں، ہمیں شکوہ ہے کہ عوامی نمائندہ اداروں میں ہم تعداد میں بہت کم ہیں، اس لیے ہماری آواز نہیں سنی جاتی، لیکن جہاں ہماری آواز کا سنا جانا یقینی ہے، اور جہاں جانے سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا، وہاں ہماری نمائندگی کتنے فیصد ہے، ذہن نہیں منتقل ہوا ہو تو میں بتاتا چلوں کہ مساجد کی پنج وقتہ نمازوں میں ہماری تعداد کتنی ہے، یہ وہ در ہے جہاں سب بات سنی جاتی ہے، اور سب کی سنی جاتی ہے، لیکن اللہ کے دربار میں جانے اور اس سے اپنی مرادیں مانگنے، اپنی تکالیف کو دور کرنے کے لیے درخواست کرنے سے ہم کس قدر گریزاں ہیں، یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی اور جہاں مانگنا ذلت نہیں، عبادت ہے، کاش مسلمان اس بات کو سمجھ لیتے۔

ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کے مقابلے ہم شیشہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، ذات پات، مسلک ومشرب اور دوسرے فروعی مسائل میں الجھ کر ہم منتشر ہوگیے ہیں، اس انتشار نے ہمیں انتہائی کمزور کر دیا ہے، اس خول سے باہر آکر کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کو فروغ دینا چاہیے، اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، کفر والحاد کے تیر چلانے سے گریز کرنا چاہیے۔

بعض فرقے واضح طور پر اسلام سے الگ ہیں، جیسے قادیانی، اس سے ہمارا اختلاف اساسی اور ختم نبوت کے اسلامی عقیدہ پر مبنی ہے، لیکن جن فرقوں سے اختلافات فروعی ہیں، ان سے چھیڑ چھاڑ اور ان کے خلاف آواز بلند کرنا جس سے فرقہ بندی کو فروغ ہو، اسلام کے شایان شان نہیں، اللہ رب العزت نے جس اسلام کو اپنا دین قرار دیا ہے، وہ صرف اور صرف اسلام ہے، اسکے آگے پیچھے کوئی مضاف، مضاف الیہ نہیں ہے۔

Lulus The Pearls Shoppee...
Spl. in: Pearls Jewellery
Stone Necklace,
Rani Haar, Pearls,
Lac Bangles,
Stone Bangles,
Pearls Bangles Etc.
We Accept All Credit Cards
#:Shop No.9, Shujaiya Bazar,
Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-24515253 / 8019659606

# قربانی: ایثارِ خلیلی کا عکسِ جمیل

اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ کو دو عیدیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک کا تعلق رمضان المبارک سے ہے، جو روزے جیسے عظیم فریضہ کی تکمیل کا انعام ہے۔ رمضان ''فَعلَان'' کے وزن پر ہے؛ جس کے کئی معانی ہیں، ایک معنی جَلا دینےکےہیں۔ گویا اس مہینے کو اس لئے رمضان کہا جاتا ہے کہ یہ ہر گناہ کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ دوسری عید کا تعلق ذی الحجہ سے ہے، جو حج جیسی اہم ترین عبادت کیا ختتام پر مشروع ہوئی ہے؛ جسے عید قربان بھی کہتے ہیں۔

قربان ''فُع ?لَان'' کے وزن پر ہے جس کے معنی تقرب کے ہیں۔ چوں کہ عید قربان میں کیا جانے والا عمل (جانور ذبح کرنا وغیرہ) بندے کو اللہ سے اتنا قریب کر دیتا ہے کہ کوئی اور لمحہ اسے اتنے قرب سے آشنا نہیں کرتا؛ اس لیے اس کو عید قربان کہا جاتا ہے۔ فرمان نبوی ہے: یوم نحر یعنی دس ذوالحجہ کو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام قبولیت حاصل کر لیتا ہے پس اس خوشخبری سے اپنے دلوں کو مطمئن کرلو۔

**اعلان قربانی کیا ھے** ؟ جب سے کائنات ہستی وجود میں آئی اللہ تعالیٰ کے کئی ایک برگزیدہ بندےیہاں تشریف لائے؛ جن میں معدودے چند بندوں کو خالق کائنات نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے منتخب فرمایا اور نبوت کا تاج ان کے سر پر سجایا تاکہ وہ پیغام الٰہی کو ہر کس و ناکس تک پہنچائیں اور عہد الست کی یاد تازہ کرائیں۔ پھر ان بندگان خاص کے احوال اور قصے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان کے بیان میں عقل والوں کے لئے یقیناً نصیحت اور عبرت ہے، یہ قرآن جھوٹ بنائی ہوئی بات نہیں؛ بلکہ یہ تصدیق ہے، ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں، کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان دار لوگوں کے لئے۔ (سورہ یوسف)

ان ہی عظیم ہستیوں میں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں، جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی نرالے انداز میں جگہ جگہ فرمایا۔ یہ وہ نبی ہیں جن سے تین گروہ اپنا تعلق استوار کرتے ہیں یعنی مسلمان، یہودی اور عیسائی بلکہ مشرکین مکہ بھی ان کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی وضاحت کر دی جو نسبت کا استحقاق رکھتےہیں! فرمایا: ''کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو۔ یا اللہ تعالیٰ؟ (البقرہ: 140) ابراہیم تو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ تو خالص مسلمان تھے مشرک بھی نہ تھے۔ (ال عمران: 67)

قربانی کوئی سالانہ رسم یا گوشت خوری کی تقریب نہیں؛ بل کہ یہ اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بارگاہ خداوندی میں پیش کی تھی۔ جس کا تفصیلی ذکر قرآن پاک میں موجود ہے حضرت ابراہیم بہ مشیت ایزدی اولاد کی نعمت سے محروم تھے اور بار بار یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے صالح اولاد عطا فرمائیے۔ حق تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمالیا اور انہیں ایک بردبار و ہونہار بچے کی خوش خبری دی گئی، جب وہ بچہ ان کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہونچا تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہ خدا میں قربان کر رہے ہیں۔ باپ نے بیٹے سے اس خواب کا ذکر کیا اور پھر دونوں باپ بیٹے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے سامنے جھک گئے اور چشمِ فلک نے یہ منظر دیکھا کہ بوڑھے باپ نے نوجوان بیٹے کو زمین پر لٹا رکھا ہے، باپ کے ہاتھ میں چھری ہے اور وہ آنکھیں باندھے ہوئے بیٹے کے گلے پر چھری چلا رہا ہے۔ بیٹا خوش ہے کہ اللہ کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں اور باپ بھی راضی ہے کہ پیرانہ سالی کی سب سے قیمتی دولت مولا کی درگاہ میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ اکبر کیسا سہانا منظر ہوگا جب غیب سے ندا آئی: اے ابراہیم! آپ نے خواب پورا کر دیا، اب چھری بیٹے کی گردن سے اٹھالو، آپ اس امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ (الصافات)

اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک اس سنت کو زندہ و تابندہ کر دیا۔ کروڑوں مسلمان ہر سال اس ''ذبح عظیم'' کی یاد تازہ کرتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ مختصر یہ کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مقدس خانوادے نے تسلیم و رضا، اخلاص و وفا، طاعت و انقیاد، محبت و ایثار اور فدائیت و استسلام کا جو عملی نمونہ اپنے رب جلیل کے حضور پیش کیا اور جس خلوصِ دل اور جذبہ فروتنی سے پیش کیا، جس جاں فشانی اور خندہ پیشانی سے پیش کیا، اس کی ایک ادنی جھلک اور ہلکی سے تصویر کشی کا نام قربانی ہے۔

**درسِ تسلیم و رضا** : حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں سب سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ ہم بلا چون و چرا حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیں! بدون اشکال و اعتراض فرامینِ رب کو بجالانے والے بن جائیں! اور ادنی شک و تردد کے بغیر ساری کامیابی و کامرانی اسی طریقے کی پیروی میں مضمر سمجھیں جو آخری رسول ﷺ نے امت کے سامنے پیش کیا ہے۔

یہ اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ نام نہاد دانشور اور روشن خیال کہلانے والیحضرات شریعت کے صرف اس حکم کو تسلیم کرنے پر مصر ہیں جو عقل کے محدود پیمانے میں سما جائے اور جو حکم بھی عقل کے خلاف محسوس ہو ان کے نزدیک یا تو اس کا انکار ضروری ہے یا دور از کار تاویلات کا سہارا۔ مثلاً بعض لوگ روحانیت سے غافل ہو کر یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ قوم کا اتنا روپیہ جو تین دن میں جانوروں کے ذبح پر ہر سال خرچ ہو جاتا ہے اور اس کا خاطر خواہ مفاد نظر نہیں آتا، اگر یہی پیسہ رفاہی اور قومی مفادات پر لگایا جائے تو بہت فائدہ ہو۔

مگر جاننا چاہیے کہ قربانی ایک ایسا عمل اور ایسی عبادت ہے جس سیہزارہا غریبوں کا روزگار وابستہ ہے۔ کتنے غریب ایسے ہوتے ہیں کہ جو عید کے اس موسم کا انتظار کرتے ہیں اور اچھا خاصا زرِ مبادلہ اپنے گھروں کو لے کر جاتے ہیں۔ کیا قربانی کے عمل کی مخالفت کر کے ہم اُن غریبوں کے رزق کو روکنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں؟؟؟ قربانی کے بجائے غریبوں کی مدد کرنے کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ نماز و روزے کے بجائے صدقہ کر دیا جائے تو زیادہ ثواب ہوگا۔ غریبوں کی مدد کا ثواب ضرور ہوگا؛ لیکن نماز چھوڑنے کی سزا بھی ہوگی۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

قربانی کی جزئیات کے سلسلے میں ائمہ کے اختلاف ہو سکتے ہیں لیکن یہ کہیں بھی نہیں آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی نہیں کی بلکہ اُس کے پیسے صدقہ کر دیے ہیں یا کہیں اور خرچ کر دیے ہیں۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممکن ہی نہیں کہ وہ ایک کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دس سال دیکھیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہونے کے بعد اُس عمل کو یہ کہہ کر چھوڑ دیں کہ یہ ایک سنت ہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اس حوالے سے ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے کہ انہوں آزمائش کے کسی بھی مرحلے میں کیوں اور کیسے کا سول ہی نہیں کیا؛ بلکہ پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ ہر ابتلاء میں کھرے اترتے چلے گئے تب کہیں جا کر حق تعالیٰ کی جانب سے یہ مژدہ جاں فزا ملا کہ واتخذ ابراھیم خلیلا۔

**درسِ دعوت و عزیمت** : حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخشاں زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے ابتدا ہی سے مخالف ماحول میں دعوتِ دین اور اشاعت حق کا فریضہ انجام دیا، آپ کی قوم شرک، بت سازی اور ستارہ پرستی جیسی لعنتوں میں گرفتار تھی؛ بل کہ مشہور روایت کے مطابق خود آپ کے والد آزر شہر کے بڑے بت خانہ کے ذمہ دار تھے اور بتوں کو تراش کر بیچا کرتے تھے، مگر آپ کو بت پرستی سے سخت نفرت تھی آپ اس کے خلاف آواز بلند کرتے رہے اور اپنے والد اور اعزہ کو اللہ کی وحدانیت کا درس دیتے رہے، لیکن بجائے اس کے کہ وہ کوئی اثر قبول کرتے، والد نے آپ کو گھر چھوڑنے کا حکم نامہ سنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعوت قوم کے سامنے رکھی اور استدلال کے اچھوتے اسلوب اختیار کیے جس سیقوم لاجواب ہوگئی۔ آپ نے بادشاہ وقت کو بھی اپنی دعوت سے روشناس کرایا اور اس کے مناظرانہ دلائل کا ایسا توڑ کیا کہ اس سے کوئی جواب بن نہ پایا۔ بالآخر آپ کو شعلہ زن آگ کے حوالے کر دیا گیا۔ دور حاضر اور موجودہ ملکی حالات کے تناظر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ حضرت ابراہیم کے حکیمانہ اسلوب اور داعیانہ مزاج کو پیش نظر رکھ کر فریضہ دعوت کی انجام دہی کی کوششیں کی جائیں، عزم و استقامت کا کوہ گراں بن کر اس راہ کی مشقتوں کو انگیز کیا جائے اور صبر و تحمل کے ساتھ مثبت نتائج کا انتظار کیا جائے تب کہیں جا کر ملک کی بدامنی دور اور خوف و ہراس کی فضا تبدیل ہو سکتی ہے۔

**درسِ صبر واستقامت** : آپ کی مبارک زندگی کا ایک اہم گوشہ صبر و استقامت بھی ہے کہ آپ نے پورے تحمل کے ساتھ معبود حقیقی کے جملہ اوامر کو بجالایا اور جزع فزع کیے بغیر ثابت قدمی کے ساتھ ہر امتحان میں کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ ذرا تصور کیجیے کہ ایک بوڑھے باپ اور کمزور شوہر کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وادی فاران کے سنگلاخ کالے پہاڑوں کے درمیان، تپتے صحرا کے ایک درخت کے نیچے، اپنی محبوب بیوی اور نومولود معصوم بیٹے کو چھوڑ دو! اور آپ نے چھوڑ دیا۔ ان کو جو کچھ زادِ راہ دیا گیا تھا، ختم ہو چُکا۔ ماں، بیٹا بھوک، پیاس سے بے حال ہیں۔ ماں کو اپنی تو فکر نہیں، لیکن بھوکے، پیاسے بچّے کی بے چینی پر ممتا کی تڑپ فطری اَمر ہے، لیکن اس لق و دق صحرا میں پانی کہاں ...؟

جوں جوں لختِ جگر کی شدّتِ پیاس میں اضافہ ہو رہا تھا، ممتا کی ماری ماں کی بے قراری بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی حالتِ اضطراب میں قریب واقع پہاڑی، ''صفا'' پر چڑھیں کہ شاید کسی انسان یا پانی کا کوئی نشان مل جائے، لیکن بے سود۔ تڑپتے دِل کے ساتھ بھاگتے ہوئے ذرا دُور، دوسری پہاڑی ''مروہ'' پر چڑھیں، لیکن بے فائدہ۔ اس طرح، دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں سات چکر مکمل ہونے کے بعد ایک چشمہ ابلتا دیکھا۔ اللہ نے اس تڑپ کی لاج رکھ لی اور تاقیامت اس کا فیضان جاری فرمادیا۔

**خلاصہ کلام**: حالات حاضرہ کے تناظر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم کردارِ ابراہیمی کو اپنائیں! سیرت اسماعیل کو حیات فانی کا جزو لاینفک بنائیں! توحید کے عقیدہ خالص کو جی جان کے ساتھ قبول کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کا عہد کریں! خانگی و خاندانی معاملات میں قانون الٰہی کی بالادستی تسلیم کریں! اور ہزار رکاوٹوں اور آزمائشوں کے باوجود حکم شرعی پر عمل پیرا ہو کر حمیت دینی کا ثبوت پیش کریں۔


## حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

**بروزجمعرات**

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

**بروز جمعہ**

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود و ذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

**بروز ھفتہ**

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر و اذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد و اشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

**بروز اتوار**

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

**بروزپیر**

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

**بروزمنگل**

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال و جواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

**روزانہ**: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

**زیرنگرانی وزیرسرپرستی**

حضرت العلامہ مولانا

**سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ**

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی و خطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

**زیرانتظام:**

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش

040-66171244



## تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اور ان کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

**Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen**

**☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj**

**Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں**

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

## سورة الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (و دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o.9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

## حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل و ملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس و رغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

# عازمین حج کی خدمت میں

ماہِ شوال سے ہی حج کے مبارک سفر کی تیاریاں کی جانے لگتی ہیں، اسی لیے اس کا شمار اشہرِ حج میں کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے (مفہوم): حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرے وہ اپنے بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور جھگڑے لڑائی کرنے سے بچتا رہے اور تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالی باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہترین توشہ اللہ کا ڈر ہے اور اے عقل مندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔ (البقرہ:۷۹۱)

**اسلام کے پانچ ارکان: ۔** اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں، حج ان میں سے ایک ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے؛ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (۱) اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا اور (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری شریف) حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے؛ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا اور (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری شریف)

**حج کے فضائل** بھی احادیث میں بڑی کثرت سے وارد ہوئے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص رضاءِ الٰہی کے لیے حج کرتا ہے، اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی فحش اور برائی کی بات نہ کرے اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ حج کے بعد اپنے گھر، گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس لوٹے گا، جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک، دنیا میں آیا تھا۔ (بخاری شریف)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان اور جہاد کے بعد سب سے افضل عمل وہ حج ہے جو ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہو۔ (بخاری شریف) ظاہر ہے جب حج اتنی اہم ترین عبادت ہے، جس پر اتنے عظیم ثواب کے وعدے ہیں، تو اتنی اہم عبادت کی تیاری اور ادائیگی بھی اسی اہتمام کے ساتھ کی جانی چاہیے اور چوں کہ حج میں خاصا وقت اور مال وغیرہ بھی صرف ہوتا ہے۔ حج میں جانے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کا اطمینان کر لیں:

**استخارہ :۔** استخارہ کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کے بہت سے ارشادات وارد ہوئے ہیں، اس لیے کسی بھی اہم کام کو انجام دینے سے پہلے استخارہ کر لینا بہت مناسب ہے، اس سے انسان اپنے کیے پر پشیمان و شرمندہ نہیں ہوتا، کیوں کہ استخارہ کا مطلب ہی ہے 'اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا' لیکن استخارہ انھیں امور میں مشروع ہے، جس کے دونوں پہلو جائز اور برابر ہوں، اس لیے فرض حج کے متعلق ہرگز یہ استخارہ نہ کرے کہ حج کو جاؤں یا نہیں بلکہ یہ استخارہ مناسب ہے کہ کس ذریعے یا کس طریقہ سے جاؤں، کس ٹور وغیرہ سے جانا مناسب ہوگا وغیرہ۔ نفلی حج میں یہ استخارہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اس رقم سے نفلی حج کروں یا کسی دوسرے دینی مصرف میں خرچ کروں۔

**اصلاحِ نفس : ۔** اصلاحِ نفس کی یوں تو ہر شخص کو ہر وقت ضرورت ہے، خصوصاً وہ حضرات جنھیں ربِ کعبہ کے دربار میں حاضری کا موقعہ نصیب ہو رہا ہو، تاکہ کیے کرائے پر پانی نہ پھر جائے۔ مثلاً: سفر میں ہونے والی ناگزیر صعوبتوں کے اثر سے جھگڑے اور فساد کی نوبت نہ آجائے یا دیگر کسی ضروری کام اور عبادتوں میں سستی وغیرہ کا شکار نہ ہو جائے۔

**توبہ : ۔** توبہ کے اصل معنی ہیں؛ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑ کر گذشتہ پر پچھتاوے کے ساتھ آئندہ نیکوکار بن کر زندگی گزارنے کا پختہ عزم کرنا۔ حج کے مبارک سفر میں روانہ ہونے سے پہلے اس بات کا بھی اہتمام کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی بڑی نافرمانی سے سچے دل سے توبہ کر چکے ہوں اور جن لوگوں کے حقوق واجب الادا رہ گئے ہوں، انھیں ادا کر دیں۔ ایسا کرنے پر پہلے سے زیادہ نیکیوں کی توفیق اور ان میں حلاوت کا احساس ہوگا۔ ان شاءاللہ

محققین کے نزدیک توبہ کمال کی شرط ہے یعنی اعمال میں نورانیت بغیر توبہ کے پیدا نہیں ہوتی، گو عمل قبول ہو جائے۔ اس کی مثال اس طرح سمجھیے کہ ایک غلام ہے، جس نے اپنے آقا کی نافرمانیاں کی ہیں، پھر وہ اپنے آقا کو راضی کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے گذشتہ خطاؤں کی معافی حاصل کرے، پھر خدمت کرے، ورنہ اس کی خدمت کا کچھ فائدہ نہیں، آقا خواہ فراخ دلی کی وجہ سے کچھ کہے یا نہ کہے اور چاہے خدمت سے برطرف بھی نہ کرے لیکن اس طرح آقا کا دل خوش ہوتا ہے نہ غلام کا، ایک کانٹا سا دونوں کے دلوں میں کھٹکتا رہتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ حج کے مبارک سفر میں روانہ ہونے سے قبل ''توبہ'' کا خصوصی اہتمام کرے۔

### حقوق العباد کی ادائیگی : ۔

حقوق العباد کی کم لوگ پرواہ کرتے ہیں، جب کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ غور کیجیے تو بعض معنوں میں حقوق العباد کا ادا کرنا حقوق اللہ سے بھی زیادہ اہم ہے، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات تو غنی ہے، اسے کسی کے سجدوں وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں لیکن ہم سے متعلق اللہ کے بندے ہمارے ہی طرح ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہیں۔ ایسے میں ان کی حق تلفی کرنا، نہایت سنگین ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ بھی حقوق العباد کے متعلق کوئی فیصلہ تب تک صادر نہیں فرماتے، جب تک انسان خود اپنے اہلِ تعلق سے اپنی کی ہوئی کوتاہی کی معافی نہ مانگ لے۔ حقوق العباد کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر اہمیت ہے کہ کوئی اسلام قبول کرے، تو اس کے اس عمل سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، مگر حقوق العباد اس سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ مثلاً: کسی شخص کو ناحق تکلیف دی، کسی کا مال دبا لیا وغیرہ، جب تک صاحبِ حق معاف نہ کر دے یہ حقوق معاف نہیں ہوتے۔ اسی کو کہا گیا کہ اسلام و اعمالِ صالحہ سے ذنوب (گناہ) معاف ہوتے ہیں، حقوق معاف نہیں ہوتے۔

# اسلام اور تصور قربانی

**ماہ ذوالحجہ کی انفرادیت اور امتیاز:** ۔قربانی کی مناسبت سے ماہ ذوالحجہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قدر برکتیں اور سعادتیں عطا کر رکھی ہیں کہ آقائے دو جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ’’پہلی رات کے چاند کے ساتھ ذوالحجہ کا آغاز ہوتا ہے تو اس کی پہلی دس راتوں میں سے ہر رات اپنی عظمت میں لیلۃ القدر کے برابر ہے‘‘۔ لیلۃ القدر کی مناسبت سے جہاں ماہ رمضان المبارک کو منفرد شان والی ایک رات لیلۃ القدر نصیب ہوئی ہے جس کے اندر چند ساعتیں اللہ کے بندوں کی مغفرت و بخشش کا سامان لئے ہوئے وارد ہوتی ہیں اور جن میں اخلاص کے ساتھ بندہ اپنے رب سے جو بھی بھلی شے طلب کرتا ہے وہ اسے عطا کر دی جاتی ہے۔ ادھر ماہ ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں کو عظمت وفضیلت کا وہ خزانہ عطا کیا گیا ہے کہ ہر ایک رات رمضان المبارک کی لیلۃ القدر کے برابر ہے۔ جس طرح رمضان المبارک کی برکتوں کو سمیٹ کر عید الفطر میں رکھ دیا گیا اور اس دن کو خوشی کے دن کے طور پر مقرر کر دیا گیا۔ ان دس راتوں کے اختتام پر اللہ رب العزت نے عیدالاضحیٰ کے دن کو مسرت وشادمانی کے دن کی صورت میں یادگار حیثیت کر دی۔ اس دن کو عرف عام میں قربانی کی عید کہتے ہیں۔

**عیدالاضحیٰ اور قربانی کا باہمی تعلق:** ۔اس دن قربانی ادا کی جاتی ہے اور مسلمانانِ عالم کو قربانی کا فریضہ سرانجام دے کر اتنی خوشی نصیب ہوتی ہے کہ سارے سال میں کسی اور دن نہیں ہوتی۔ قربانی عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو ’’قرب‘‘ سے مشتق ہے۔ ’’قرب‘‘ کسی چیز کے نزدیک ہونے کو کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس دوری ہے۔ قرب اور دوری دونوں یکجا نہیں ہوسکتے۔ قرب سے قربانی کا لفظ مبالغے کے طور پر واقع ہوا ہے۔ اس تصور کو کچھ مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً ’’قرات‘‘ کے معنی فقط ’’پڑھنا‘‘ ہے اور قرآن کے معنی اس کتاب کے ہیں جسے بار بار، تواتر اور کثرت سے پڑھا جائے اور اتنا پڑھا جائے کہ قیامت تک اس کا پڑھنا ختم ہی نہ ہو۔ باری تعالیٰ نے کتاب الٰہی کا نام انہیں وجوہ کی بنیاد پر قرآن رکھا ہے کہ کثرت قرات کے اعتبار سے دنیا کی کوئی کتاب اس کے برابر نہیں۔ دنیا میں دیگر الہامی کتابیں بھی نازل ہوئی ہیں جن میں انجیل، تورات اور دیگر الہامی صحیفے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے مگر کوئی الہامی کتاب، کتاب الٰہی کے طور پر قرآن مجید کا بدل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا نام قرآن رکھا ہے تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کتب سماویہ میں سے کوئی اور کتاب اس سے زیادہ پڑھی جاتی۔ اسی طرح پیاسے کے لئے عربی زبان میں لفظ ’’عطش‘‘ استعمال ہوتا ہے۔ ’’عطش‘‘ سے عطشان مبالغے کے طور پر واقع ہوا ہے، جس کا مطلب ہے حد سے زیادہ پیاسا۔ ان مثالوں سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ جب کوئی لفظ ’’فُعلَان‘‘ (مبالغہ) کے وزن پر آئے تو یہ کثرت کے معنی دینے لگتا ہے۔

**عیدقربان کی معنوی اہمیت:** ۔اللہ رب العزت نے امت مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دو عیدیں عطا فرمائیں۔ ایک کا تعلق رمضان سے ہے جو کہ ’’فَعلَان‘‘ وزن پر ہے۔ رمضان کے کئی معانی ہیں ایک معنی جلا دینے کا ہے جو آگ کی تپش اور اس کی جلا دینے کی صفت سے متعلق ہے۔ گویا اس مہینے کو اس لئے رمضان کہا جاتا ہے کہ یہ ہر گناہ کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ رمضان کی یہ تپش جو گناہوں کو جلا دیتی ہے۔ باری تعالیٰ کی رحمت اور لطف وکرم کی تپش ہے۔ تپش کس طرح رحمت بنتی ہے؟ اس کا اندازہ آپ سخت سردی کی سرد مستانی ہواؤں میں کر سکتے ہیں۔ جب آپ گرم اونی لباس پہنتے ہیں، انگیٹھی کے قریب بیٹھتے ہیں، رات لحاف اوڑھتے ہیں اور دن میں سورج کی تپش آپ کے لئے رحمت کا سامان بن کر آپ کو سردی کی شدت سے محفوظ رکھتی ہے۔ وہی تپش جو گرمیوں میں زحمت ہے موسم سرما میں رحمت بن جاتی ہے۔ اس اعتبار سے عید قربان کا معنی یہ ہوا کہ ذوالحجہ کے مہینے میں ’’فُعلَان‘‘ کے وزن پر قربانی کے عمل کے اعتبار سے اس کے اندر وہ خاصیت رکھ دی گئی کہ بندہ اس ماہ ذوالحجہ میں کوئی عمل کرے تو اس عمل کی برکت سے یہ عید قربان اس بندے کو اللہ کے اتنے قریب کر دیتی ہے کہ کوئی اور لمحہ اسے اتنے قرب سے آشنا نہیں کرسکتا۔ دوسرے لفظوں میں عیدالاضحیٰ میں قربانی کا عمل بندے کو اپنے رب کے قریب کرنے والا عمل ہے جس سے ساری دوریاں ختم ہوجاتی ہیں۔

**انسانی شخصیت پر اعمال کے اثرات:** ۔ بہت سارے ایسے اعمال ہیں جن میں اکثر کا مقصد قرب الٰہی کا حصول ہے۔ یعنی کئی اعمال ایسے ہیں جن کے صدور سے گناہوں کی بخشش کی نوید مل جاتی ہے۔ کئی اعمال درجات کی بلندی کا موجب بنتے ہیں اور کچھ اعمال ایسے ہیں جن کی بدولت انسان حسد، تکبر ورعونت اور غیبت کرنے سے بچ جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بعض اعمال سے انسان کی طبیعت میں سخاوت اور فیاضی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ذہن میں مستحضر کرلیں کہ ہر عمل، انسانی شخصیت پر خاص اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہر عمل انسانی نفس، روح اور قلب و باطن کے لئے خاص تاثیر رکھتا ہے۔ اثر پذیری کے اعتبار سے کچھ اعمال کی وجہ سے بندے کو خاص اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے جیسے نماز سرتاپا اللہ کے فضل وکرم، بخشش ورحمت اور قرب کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن اس نماز میں رکوع، قیام وسجود، قرات، تکبیرات، فاتحہ وسلام اور دیگر ارکان بھی بے پناہ حکمتوں اور برکتوں کے حامل ہیں۔ سجدہ، اپنی خاص تاثیر کی وجہ سے اللہ کے قرب خاص کا سبب بنتا ہے اور کوئی دوسرا رکن بطور خاص اتنا قرب عطا نہیں کرتا جتنا کہ سجدہ۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ اے بندے تو سجدہ کر اور اللہ کے قریب ہوجا۔ گویا سجدہ ارکان نماز میں سب سے عظیم رکن ہے اور بندہ سجدہ ریز ہوتے ہی قرب خداوندی کو پالیتا ہے۔

**لفظ قربانی کا معنوی پس منظر:** ۔اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ ہر عمل کے اپنے مخصوص ثمرات اور فیوض وبرکات ہیں جو قرب الٰہی کا ذریعہ بنتے ہیں مگر عید قربان میں قربانی کے عمل کو کیوں اللہ کے انتہائی قرب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے؟ قربانی کا یہ عمل صرف جانور کو ذبح کرنے تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ گہرے اور دور رس مضمرات (Implications) رکھتا ہے۔ جانور کے ذبح کرنے کے عمل کو قربانی سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کا عمل بندے کو اللہ کے انتہائی قریب کر دیتا ہے۔ لیکن اس میں قربانی کرنے والے بندے کا اخلاص ایک سوالیہ نشان کے طور پر سامنے آتا ہے۔ کیا وہ قربانی جو بندہ ذبح کے طور پر پیش کر رہا ہے اس کے اللہ کی بارگاہ سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو اس کا عمل قربانی اس کے لئے اللہ سے انتہائی قرب کا سبب قرار دیا جائے گا۔ گویا قربانی کی روح حقیقت میں اس قربانی کے پیچھے کارفرما اخلاص ہے۔

**حسنِ نیت ہر عمل کی روح ہے:** ۔یوں تو ہر عمل کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک اس کی ہیئت (Form) اور دوسری اس کی روح۔ روح کا تعلق اس کے عقیدے اور نیت کے ساتھ ہے جبکہ ہیئت کا تعلق ظاہری شکل وصورت سے ہے۔ کسی بھی عمل کے پیچھے جو باطنی نیت کارفرما ہوتی ہے اس سے وہ مقبول، نامقبول، پسندیدہ غیر پسندیدہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ الغرض حسن نیت ہی عمل کی روح ہوتی ہے۔ اس کو ایک عام فہم مثال سے یوں واضح کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص راستے سے گزر رہا ہے کہ اسے سڑک کے درمیان ایک پتھر پڑا دکھائی دیتا ہے وہ اسے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ اب عمل ایک ہے لیکن اس کی نیت اس عمل کی جہت اور رخ کو بدل کے رکھ دیتی ہے۔ اگر اس شخص نے گزرگاہ عام سے پتھر اس لئے ہٹایا ہے کہ اسے شک گزرا ہے یا کسی ذریعے سے اسے پتہ چلا ہے کہ اس کے نیچے کوئی رقم چھپی ہوئی ہے۔ وہ اس پتھر کو ہٹاتا ہے، رقم جیب میں ڈالتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اب دیکھنے والے نے اس کا پتھر ہٹانے کا عمل دیکھا ہے لیکن اس عمل کے پیچھے چھپی ہوئی نیت کو نہیں دیکھا کہ نیت کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ اب ایک دوسرا شخص آتا ہے اس نے پتھر کو اس لئے ہٹایا کہ تھوڑی دیر میں رات کا اندھیرا چھانے والا ہے۔ کہیں کوئی راہی بے خبری میں اس سے ٹھوکر کھا کر نہ گر جائے۔ اس کا پتھر ہٹانے کا عمل کسی کو تکلیف اور گزند سے بچانے کیلئے تھا۔ بادی النظر میں دونوں کا عمل دیکھنے والے کے لئے یکساں ہے اور اس میں رتی بھر فرق نظر نہیں آتا لیکن نیت جو دونوں کے عمل کے پیچھے تھی اس نے نتائج کے اعتبار سے زمین وآسمان کا فرق پیدا کر دیا ہے۔ اصل میں نیت محرک ہوتی ہے اور محرک سے عمل جنم لیتا ہے۔

**نیت ہی اعمال کے ثمرات کی بنیاد ہے:** ۔ اپنی ہیئت کے اعتبار سے عمل کی بے شمار صورتیں ہیں لیکن ان میں فرق وامتیاز عمل کرنے والوں کی نیت کی بناء پر ہی کیا جاسکتا ہے اس کی ایک مثال نماز ہی کو لے لیجئے۔ ایک بندہ نماز کو اللہ کی رضا وخوشنودی اور اس کے لطف وکرم کے حصول کا ذریعہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ خشوع وخضوع اور رقت کی کیفیت دل پر طاری ہو اور وہ نماز کے تصور میں یوں دوبالا ہوا ہو کہ اس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہہ رہے ہوں تو ایسی نماز اسے مولا کا قرب عطا کر دے گی اور رحمت ایزدی کے دروازے اس پر کھل جائیں گے۔ نماز میں جتنی عاجزی وانکساری آئے گی اتنی ہی رضائے خداوندی اسے نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت اور ذوق کو دیکھتا ہے جس میں ڈوب کر بندہ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اور میرے اس بندے کے درمیان جتنے پردے حائل ہیں وہ اس نماز کی برکت سے ہٹا دیئے جائیں، میں نہیں چاہتا کہ کوئی دوری باقی رہے لہٰذا میرا قرب اسے عطا کر دیا جائے۔ اب دوسری طرف نگاہ دوڑایئے ایک بندہ پڑھ تو نماز ہی رہا ہے اور اسی طرح رقت کی کیفیت اس پر طاری ہے۔ دیکھنے والا یہی گمان کرتا ہے کہ کتنا عبادت گزار بندہ ہے لیکن اس کا یہ عمل محض ریا اور دکھلاوے کا عمل ہے اور وہ اپنے کو محض نمازی کہلوانے کے خیال سے عبادت کرتا ہے۔ ایسی نماز سے کچھ حاصل نہیں ہوتا وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی سے دور رہتا ہے۔ ایسی نماز جس میں اس کا دل نماز میں نہیں بلکہ مکروہات دنیا اور اپنے نفس کی بزرگی وبرتری میں مگن ہے اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔ اس لئے حسن نیت اور اخلاص والا عمل ہی قرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس میں دکھلاوا اور ریاکاری آجائے تو وہ قابل قبول نہیں رہتا۔

**قبولیت وعدم قبولیت کا قرآنی فلسفہ:** ۔ وہ بندگان خدا جن کے دل میں کسی کے بارے میں حسد، بغض اور عناد نہیں ہوتا اور جو اپنا تن من دھن اور اپنی جان کا نذرانہ اللہ کی بارگاہ میں صرف اس کو راضی کرنے کے لئے پیش کر دیتے ہیں ان کے اعمال، سند قبولیت سے نوازے جاتے ہیں۔ انہیں ان کی حسن نیت کا پھل ملتا ہے اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری طرف اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دل کی نیت کو دیکھتا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ کی نظر نہ تو بندوں کی صورتوں کو دیکھتی ہے اور نہ ان کے مال واموال کو بلکہ ان کے دلوں میں چھپی ہوئی نیتوں کو دیکھتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی دیکھنے میں خوش شکل اور بھلا لگے، اس کے اعمال بھی دیکھنے میں اچھے لگیں لیکن ان کے اعمال کے پیچھے اچھی نیت کارفرما نہ ہو اور اس کے مقابلے میں ایک شخص بھدا، بدنما، ناقص اور کم تر دکھائی دے لیکن اس کی نیت اور اخلاص کا یہ عالم ہو کہ اس کے اعمال کو قبولیت کے اعلیٰ درجے پر فائز کر دیا جائے۔ چنانچہ اس معیار قبولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آدم علیہ السلام کے اس بیٹے نے جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اپنے بھائی سے کہا ’’کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ میری طرف بڑھائے پھر بھی جواب میں تیری طرف ارادہ قتل سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا‘‘ قرآن حسن عمل اور تقویٰ کی تلقین کرتا ہے اور اگر کوئی زیادتی کرتا ہے اور وہ اس زیادتی کا جواب زیادتی سے دینے کی بجائے تحمل، ضبط اور درگزر سے کام لیتا ہے تو اس کے پیچھے یہ جذبہ محرک ہوتا ہے کہ کہیں میرا مولا مجھ سے ناراض نہ ہوجائے تو اس کا یہ عمل اسے تقویٰ کے اعلیٰ درجے پر فائز کر دیتا ہے۔ اس سے یہ بات مترشح ہوئی کہ انسانی اعمال میں سے اللہ تعالیٰ انسان کے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی کیفیت کو قبول فرماتا ہے اور وہ اعمال محض دکھاوے کے لئے کئے جائیں انہیں شرف قبولیت نہیں بخشتا۔

**اللہ تعالیٰ دل کے تقویٰ کو دیکھتا ہے نہ کہ قربانی کی مالیت وجسامت کو:** ۔اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات یہ نہیں دیکھتی کہ وہ جانور جو قربانی کے لئے پیش کئے گئے ان کی مالیت اور جسامت کیا ہے بلکہ وہ قربانی کرنے والے دلوں کی کیفیت پر نگاہ رکھتا ہے۔ کیا یہ تو نہیں کہ قربانی کرنے والے کی نیت کوئی مادی منفعت یا محض نمود ونمائش کا اظہار ہے، اللہ رب العزت کو ایسی قربانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اس قربانی کو قبول کرتا ہے جس کی اساس تقویٰ پر رکھی گئی ہو۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا۔ ’’اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون مگر اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے‘‘ (سورۃ الحج) اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانور کے گوشت پوست اور جسامت سے کوئی غرض نہیں اس تک تو صرف وہ تقویٰ پہنچتا ہے جو قربانی کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ وہ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ قربانی کرنے والے میں خوف خدا اور پرہیزگاری کی کیا کیفیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ’’صدق واخلاص سے قربان کئے جانے والے جانور کے خون کا پہلا قطرہ جونہی زمین پر گرتا ہے اس قربانی کو بارگاہ الوہیت میں قبول کرلیا جاتا ہے‘‘۔ وہ تو بندے کی نیت کو دیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی سے مقصود گوشت نہیں بلکہ قربانی کے جانور کے حلقوم پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری چلا دینے کا نام قربانی ہے۔

**قربانی کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ اور اس میں کارفرما حکمت:** ۔ گوشت کی تقسیم کے معاملہ میں اس تقسیم کو ملحوظ رکھنا لازم ہے کہ اس کا ایک حصہ غرباء، مساکین میں صدقہ کر دیا جاتا ہے۔ ایک حصہ عزیزوں، رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تیسرا حصہ ذاتی استعمال کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اگر قربانی خالصتاً صدقہ ہوتا تو اسے سارا کا سارا غریبوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہوتا لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہاں تک اجازت ہے کہ کنبہ کے افراد زیادہ ہوں تو سارے کا سارا گوشت گھر میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس لئے قربانی سے مقصود محض گوشت کی تقسیم نہیں بلکہ اس کے پیچھے کارفرما حکمت قربانی کے جانور کا اللہ کے لئے خون بہانا ہے۔ اس طرح عیدالاضحیٰ یا عید قربان کا بنیادی فلسفہ اللہ کی رضا کا حصول ہے جس کے لئے قربانی کی جاتی ہے اور اس میں حسن نیت اور اخلاص کا ہونا بنیادی شرط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قربانی کا عمل اگرچہ قلیل تر ہی کیوں نہ ہو۔ صدق واخلاص سے کیا جائے تو قبولیت کو پہنچتا ہے اور اگر یہ عمل صدق واخلاص اور للّٰہیت سے خالی ہو تو قربانی کے چاہے پہاڑ کی طرح انبار لگا دیئے جائیں بارگاہ الٰہی میں ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ قربانی میں تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس بات کی طرف بندے کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ قربانی کے عمل کو اعزہ واقرباء اور محلّہ داروں میں اپنی حیثیت کا رعب جمانے اور اپنی بڑائی کا تاثر قائم کرنے کے لئے بروئے کار لاسکتا ہے۔

**Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar**

Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com